Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Economic Reforms during the Uthmanic Era and Their Contemporary Relevance

عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی اصلاحات اور اس کی عصری معنویت

Muhammad Ali Hassan Raza
MS Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan
Alihassaanraza77@gamil.com
Dr. Manzoor Ahmad Al-Azhari
Associate Professor, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan
maalazhari1@gmail.com

ABSTRACT

The Ottoman period, particularly the caliphate of Hazrat Uthman ibn Affan (RA), represents an important phase in the economic development of the early Islamic state. This study examines the economic reforms, financial administration, agricultural arrangements, taxation, market regulation and public welfare measures associated with the Uthmanic period, and discusses their contemporary relevance. Based on the material of the مقالہ, the study focuses on Bayt al-Mal, Zakat, Ushr, Kharaj, Jizya, agricultural administration, trade, market accountability and financial transparency. It further considers the economic comparison of the caliphate of Uthman (RA) with the periods of Abu Bakr (RA), Umar (RA) and Ali (RA). The study argues that the historical experience of this period provides important principles of justice, trust, transparency, public welfare, balanced distribution of resources and responsible financial administration. These principles may offer useful guidance for contemporary discussions on interest-free finance, agricultural development, welfare institutions, market regulation and equitable distribution, while their application must remain consistent with present legal and economic conditions. The study adopts a historical and analytical approach and draws its material primarily from the submitted مقالہ and it's cited classical and contemporary sources.

***Keywords**: Ottoman Era, Economic Reforms, Bayt al-Mal, Zakat, Kharaj, Agriculture, Trade, Financial Transparency, Public Welfare, Contemporary Relevance.*

تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں عبادات و عقائد کے ساتھ معاملات اور انسانی زندگی کے معاشی پہلوؤں کے لیے بھی بنیادی اصول فراہم کیے گئے ہیں۔ اقتصادیات فرد کی خوشحالی سے لے کر ریاست کی مجموعی ترقی تک بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ فراہم کردہ مقالہ میں اسی پس منظر میں عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی اصلاحات کو موجودہ دور کے معاشی مسائل کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

SCRR

حضرت عثمانؓ کا دورِ خلافت 24ھ سے 35ھ تک محیط رہا۔ اس دور میں اسلامی ریاست کی سرحدیں وسیع ہوئیں، تجارت اور زرعی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا اور ریاستی مالیات کے لیے نئے انتظامی تقاضے پیدا ہوئے۔ حضرت عثمانؓ خود تجارت اور کاروباری معاملات میں تجربہ رکھتے تھے، اس لیے ان کے دور میں معاشی سرگرمیوں اور ریاستی نظم کے مختلف پہلو خصوصی اہمیت اختیار کرتے ہیں۔

اس مقالے کا مقصد عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی اصلاحات کو ایک مربوط انداز میں پیش کرنا، ان کے بنیادی اصولوں کو واضح کرنا اور عصرِ حاضر میں ان سے حاصل ہونے والی رہنمائی کا جائزہ لینا ہے۔

اقتصادی اصلاحات:

ا۔ بیت المال کا نظم ونسق اور ریاستی مالیات کا ارتقاء۔

ا۔ زکوٰۃ، عشر، خراج اور جزیہ کی وصولی اور تنظیم۔

ا۔ زمینی وزرعی انتظام اور پیداوار سے متعلق اصلاحات۔

ا۔ بازار کی نگرانی، تجارت اور احتسابی نظام۔

ا۔ ریاستی وسائل کے استعمال میں شفافیت اور عوامی فلاح۔

بیت المال کا نظم ونسق:

مقالہ کے مطابق عہدِ عثمانیؓ میں بیت المال اسلامی ریاست کے مالی انتظام کا اہم ادارہ تھا۔ ریاست کی وسعت کے ساتھ زکوٰۃ، عشر، خراج، جزیہ، فیء، صدقات، مالِ غنیمت اور تجارتی محصولات جیسے مالی ذرائع کا دائرہ بھی وسیع ہوا۔ اس لیے آمدنی کے حصول کے ساتھ اس کے حساب، تقسیم اور مصارف کے نظم کی اہمیت بڑھ گئی۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ۔ اس آیت سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ مالی وسائل اللہ کی عطا اور امانت ہیں۔ مقالہ میں اسی تصور کی روشنی میں بیت المال کو عوامی حقوق اور ریاستی ذمہ داریوں سے وابستہ کیا گیا ہے۔

ریاستی آمدنی اور مالیاتی تنظیم:

اسلامی ریاست کے مالی ذرائع میں زکوٰۃ ایک شرعی فریضہ ہے جبکہ عشر، خراج اور جزیہ اپنی مخصوص شرعی وانتظامی نوعیت رکھتے ہیں۔ عہدِ عثمانیؓ میں وسیع ہوتی ہوئی ریاست کے باعث محصولات کے انتظام، وصولی اور حساب کتاب کے لیے منظم طریقۂ کار کی

ضرورت پیدا ہوئی۔ مقالہ میں اس نظام کو ریاستی استحکام، فوجی ضروریات، انتظامی اخراجات اور عوامی فلاح کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔

مالی شفافیت اور احتساب:

اسلامی مالی نظم میں امانت اور جواب دہی بنیادی اصول ہیں۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ اسی اصول کی روشنی میں ریاستی مال کو ذاتی ملکیت نہیں بلکہ امانت سمجھا جاتا ہے۔ مقالہ میں مالی ریکارڈ، حساب کتاب اور نگران اداروں کو اسی وسیع اصول کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

اس سے ریاستی ذمہ داران کے احتساب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی بحث میں یہ اصول اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ عوامی وسائل کے استعمال میں دیانت، شفافیت اور جواب دہی ضروری ہیں۔

زکوٰۃ، عشر، خراج اور جزیہ:

مقالہ میں زکوٰۃ، عشر، خراج اور جزیہ کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم، ان کے نفاذ اور وصولی کے ذرائع پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف قرآنِ کریم میں متعین ہیں اور اس کا بنیادی تعلق مستحق طبقات کی معاشی مدد سے ہے۔ عشر زرعی پیداوار سے متعلق مالی حق ہے جبکہ خراج زمین سے متعلق ریاستی مالیاتی نظام کا اہم ذریعہ تھا۔ جزیہ غیر مسلم شہریوں سے متعلق ایک مخصوص مالی ذمہ داری تھی۔

عہدِ عثمانیؓ میں فتوحات کے نتیجے میں اسلامی ریاست کا جغرافیہ وسیع ہوا اور محصولات میں اضافہ ہوا۔ مقالہ کے مطابق یہ وسعت ریاستی مالیات کے لیے مواقع کے ساتھ ساتھ انتظامی ذمہ داریاں بھی لائی۔ اس لیے محصولات کے منظم حصول، حساب کتاب اور مصارف کی تنظیم اقتصادی نظم کا بنیادی حصہ بن گئی۔

زمینی اور زرعی اصلاحات:

زرعی شعبہ عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی زندگی کا اہم حصہ تھا۔ مقالہ میں تیار اور ذیلی زرعی نظام، زرعی انتظام اور زمین سے متعلق مالی معاملات کا ذکر کیا گیا ہے۔ زرعی زمینوں کی آبادکاری، پیداوار میں اضافہ اور خراجی نظام کے مؤثر استعمال نے ریاستی معیشت کو سہارا فراہم کیا۔

اسلامی معاشی فکر میں زمین اور پانی کے وسائل کو محض آمدنی کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرتی فلاح اور پیداوار کے وسائل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اسی لیے زرعی نظام میں کسان، زمین، پانی، پیداوار اور ریاستی محصولات ایک دوسرے سے مربوط عناصر ہیں۔

زرعی پیداوار اور عوامی فلاح:

مقالہ میں زرعی شعبے کی ترقی کو عصرِ حاضر کے لیے بھی اہم قرار دیا گیا ہے۔ جدید دور میں پانی کے ذخائر، نہری نظام، ڈرپ ایریگیشن، اسپرنکلر سسٹم، سولر ٹیوب ویلز اور جدید زرعی مشینری کے ذریعے پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی اسلامی اصول وسائل کے ضیاع سے بچنا، پیداوار بڑھانا اور کسانوں کو معاشی طور پر مضبوط بنانا ہے۔

بازار کا نظم و نسق:

تجارت عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی زندگی کا اہم ذریعہ تھی۔ حضرت عثمانؓ خود قبل از خلافت تجارتی سرگرمیوں میں معروف تھے۔ خلافت کے دور میں اسلامی ریاست کی حدود کے پھیلاؤ نے تجارتی روابط کو بھی وسیع کیا۔ مقالہ میں شام، مصر، افریقہ، فارس اور دیگر علاقوں کے ساتھ تعلقات اور بحری سرگرمیوں کے اقتصادی پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔

بازار کے نظم کا مقصد تجارت کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس میں دیانت، درست ناپ تول، صارفین کے حقوق اور عمومی معاشی توازن کو یقینی بنانا تھا۔ ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور ناجائز منافع خوری جیسے اعمال معاشرتی نقصان کا باعث بنتے ہیں، اس لیے اسلامی معاشی فکر میں بازار کو اخلاقی ذمہ داری سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

احتسابی نظام اور تاجر طبقہ:

مقالہ میں بازار کی نگرانی اور احتسابی نظام کے ذریعے تاجر طبقے کی ذمہ داریوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تجارت میں امانت اور دیانت معاشی اعتماد کی بنیاد ہیں۔ جب بازار میں اعتماد قائم ہو تو رسد و طلب کی سرگرمیاں زیادہ مستحکم ہوتی ہیں اور صارفین کے حقوق بھی بہتر طور پر محفوظ رہتے ہیں۔

معاشی پیداوار اور رسد و طلب کا توازن:

بازاری نظم کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ اشیائے ضروریہ کی دستیابی برقرار رہے اور ناجائز طریقوں سے مصنوعی قلت پیدا نہ کی جائے۔ مقالہ میں اسی تناظر میں ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی حوصلہ شکنی کو عوامی فلاح سے مربوط کیا گیا ہے۔ موجودہ دور میں اس اصول کو market regulation، consumer protection اور anti-hoarding measures کے تناظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔

اقتصادی مسائل کے اثرات

جس طرح reference article میں بنیادی مسئلے کے اثرات کو ایک الگ حصے میں بیان کیا گیا ہے، اسی طرز پر عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی اصلاحات کے مطالعے میں موجودہ معاشی مسائل کے اثرات کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ موجودہ دور میں سودی معیشت، دولت کا ارتکاز، مالیاتی بدعنوانی، زرعی بحران، بے روزگاری، مہنگائی اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم معاشرتی استحکام کو متاثر کرتی ہیں۔

جب دولت چند طبقات میں محدود ہو جائے تو معاشی ناہمواری بڑھتی ہے۔ قرآنِ کریم کا اصول ہے: كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ۔ اس اصول کے مطابق معاشی نظام میں دولت کی گردش اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے۔

سودی نظام کے اثرات بھی مقالہ کے عصری مباحث میں اہم ہیں۔ سودی قرض معاشی سرگرمی کو حقیقی پیداوار سے دور کر سکتا ہے اور قرض لینے والے پر مالی بوجھ بڑھا سکتا ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام میں مشارکہ، مضاربہ اور دیگر شراکتی طریقے حقیقی تجارت، سرمایہ کاری اور نفع و نقصان کی تقسیم سے متعلق متبادل فراہم کرتے ہیں۔

معاشی مسائل کے اہم اثرات:

ا۔ معاشی ناہمواری اور دولت کا ارتکاز۔

ا۔ سودی قرضوں کے باعث مالی دباؤ۔

ا۔ زرعی شعبے میں پانی اور سرمایہ کے مسائل۔

ا۔ بازار میں ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری۔

ا۔ ریاستی وسائل کے استعمال میں شفافیت کے مسائل۔

ا۔ کمزور طبقات کے لیے فلاحی وسائل کی ناکافی دستیابی۔

قرآن و احادیث کی روشنی میں مجوزہ:

عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی اصلاحات کے مطالعے سے حاصل ہونے والے اصولوں کو عصرِ حاضر میں نافذ کرنے کے لیے قرآن و سنت کے عمومی معاشی اصول بنیادی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اسلام معاشی سرگرمی کو جائز تجارت، عدل، امانت، باہمی رضامندی، فلاحِ عامہ اور ذمہ داری کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔

سود سے پاک مالیاتی نظام:

قرآنِ کریم میں سود کی ممانعت واضح طور پر بیان ہوئی ہے۔ اس اصول کی روشنی میں موجودہ دور میں ایسے مالیاتی طریقوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے جن میں حقیقی تجارت، سرمایہ کاری اور نفع ونقصان کی شراکت موجود ہو۔ مقالہ میں مشارکہ، مضاربہ اور مرابحہ جیسے اسلامی مالیاتی طریقوں کو متبادل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال کا مؤثر نظام:

زکوٰۃ کے ذریعے مستحقین تک مالی وسائل پہنچانے اور صدقات و اوقاف کو فلاحی مقاصد کے لیے منظم کرنے سے معاشی ناہمواری کم کی جا سکتی ہے۔ بیت المال کے تاریخی تصور سے رہنمائی لیتے ہوئے موجودہ ریاستی فلاحی اداروں میں شفافیت، مستحقین کی درست شناخت اور مؤثر تقسیم کے اصول اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

زرعی نظام میں بہتری:

کسانوں کو قرضِ حسنہ، اسلامی مائیکروفنانس، شراکتی سرمایہ کاری اور جدید آبپاشی کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ ڈیم، نہریں، بارش کے پانی کے ذخائر اور ڈرپ و اسپرنکلر سسٹم پانی کے بہتر استعمال میں مدد دے سکتے ہیں۔

بازار میں دیانت اور نگرانی:

تاجروں میں دیانت و امانت کو فروغ دیا جائے اور ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور ناجائز منافع خوری کے خلاف مؤثر نگرانی کی جائے۔ بازار کی آزادی کے ساتھ صارفین کے حقوق اور عمومی معاشی توازن کا تحفظ بھی ضروری ہے۔

خلفائے راشدین کے ادوار سے اقتصادی موازنہ:

حضرت ابو بکرؓ کے دور میں ریاستی وسائل نسبتاً محدود تھے اور بیت المال کی سادگی اور فوری تقسیم نمایاں تھی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ریاست کی وسعت کے ساتھ دیوان، خراجی نظم اور مالی اداروں کی تنظیم زیادہ نمایاں ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں سابقہ انتظامی بنیادوں کے ساتھ وسیع فتوحات، تجارت اور بڑھتے ہوئے ریاستی مالی وسائل نے اقتصادی نظم کو مزید وسیع کیا۔ حضرت علیؓ کے دور میں داخلی سیاسی حالات مختلف تھے، تاہم مالی عدل، مساوات اور ریاستی ذمہ داری کے اصول اہم رہے۔ اس تقابل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین کے ادوار میں بنیادی اسلامی معاشی اقدار مشترک تھیں، جبکہ عملی مالی پالیسی حالات، ریاستی وسعت اور معاشی ضروریات کے مطابق مختلف رہی۔

مرکزی حکمرانی اور اقتصادی استحکام:

مقالہ کے مطابق عہدِ عثمانیؓ میں مرکزی مالی نظم کے ساتھ صوبائی انتظام بھی موجود تھا۔ وسیع ریاست میں مرکز کو مجموعی مالی توازن اور نگرانی کی ذمہ داری حاصل تھی، جبکہ مقامی سطح پر انتظامی ضرورتوں کو بھی ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ اس تصور کو موجودہ دور میں مرکز اور صوبوں کے درمیان مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم کے مباحث سے تقابلی طور پر جوڑا جا سکتا ہے۔

شفافیت اور مالی احتساب:

موجودہ دور میں مالیاتی اداروں کے لیے ریکارڈ کی حفاظت، باقاعدہ آڈٹ، جواب دہی اور شفافیت بنیادی ضرورت ہے۔ عہدِ عثمانیؓ کے مطالعے سے یہ اصول اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ریاستی مال عوامی امانت ہے اور اس کے استعمال میں ذمہ داران کو جواب دہ ہونا چاہیے۔

موجودہ دور کے لیے اقتصادی تجاویز:

1۔ سودی نظام کے متبادل کے طور پر اسلامی مالیاتی اداروں میں مشارکہ، مضاربہ اور دیگر شرعی طریقوں کو مؤثر بنایا جائے۔

2۔ زکوٰۃ، صدقات اور اوقاف کے نظام کو شفاف اور مربوط ادارہ جاتی شکل دی جائے۔

3۔ بیت المال کے تصور سے رہنمائی لیتے ہوئے جدید فلاحی فنڈز قائم کیے جائیں۔

4۔ کسانوں کو قرضِ حسنہ، اسلامی مائیکروفنانس اور شراکتی سرمایہ فراہم کیا جائے۔

5۔ زرعی پانی کے تحفظ کے لیے ڈیم، نہریں، بارش کے پانی کے ذخائر اور جدید آبپاشی نظام کو فروغ دیا جائے۔

6۔ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے جدید ٹیکنالوجی، بہتر بیج اور مشینی کاشتکاری کو اسلامی اصولِ اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

7۔ بازار میں ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری اور دھوکہ دہی کے خلاف مؤثر احتساب کیا جائے۔

8۔ ریاستی مالیات میں شفاف ریکارڈ، آڈٹ اور جواب دہی کے نظام کو مضبوط کیا جائے۔

9۔ مرکز اور صوبوں کے درمیان وسائل کی تقسیم میں عدل اور مشاورت کو بنیادی اصول بنایا جائے۔

10۔ اسلامی معاشیات اور عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی پالیسیوں کو جامعات کے تحقیقی نصاب میں زیادہ جگہ دی جائے۔

11۔ پالیسی ساز ادارے اسلامی معاشی اصولوں اور جدید معاشی تقاضوں کے درمیان علمی رابطہ پیدا کریں۔

12۔ اقتصادی اصلاحات کو موجودہ قانونی، معاشرتی اور تکنیکی حالات کے مطابق نافذ کیا جائے، نہ کہ تاریخی صورتوں کو بعینہٖ نقل کیا جائے۔

SCRR

نتیجہ:

عہدِ عثمانیؓ کی اقتصادی اصلاحات کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی معاشی نظام صرف محصولات جمع کرنے کا نظام نہیں بلکہ عدل، امانت، فلاح، شفافیت اور ذمہ داری پر قائم ایک وسیع تصور ہے۔ بیت المال، زکوٰۃ، خراج، زرعی نظم، تجارت اور بازار کی نگرانی جیسے شعبوں میں اختیار کیے گئے اصول ریاستی استحکام اور عوامی فلاح سے مربوط تھے۔

موجودہ دور میں سودی نظام، معاشی ناہمواری، زرعی بحران، مالیاتی بدعنوانی اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم جیسے مسائل کے حل کے لیے عہدِ عثمانیؓ سے اصولی رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ تاہم تاریخی نظام کو موجودہ دور میں نافذ کرتے وقت جدید ریاستی قانون، معاشی اداروں، ٹیکنالوجی اور معاشرتی حالات کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔

حوالہ جات و مصادر:

1. ابن کثیر، امام۔البدایہ والنہایہ، جلد 6۔اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2005ء۔
2. ابن کثیر، امام۔البدایہ والنہایہ، جلد 7، ص 212، 230–240۔
3. ابن خلدون، عبدالرحمن۔تاریخ ابن خلدون، جلد 2۔بیروت: دارالفکر، 1981ء۔
4. ابو عبید، القاسم بن سلام۔کتاب الأموال۔بیروت: دارالفکر، 1988ء۔
5. ابو یوسف، امام۔کتاب الخراج، جلد اول۔لاہور: مکتبہ دارالسلام، 2010ء۔
6. البلاذری، احمد بن یحییٰ۔فتوح البلدان، ص 342، 347، 459۔
7. البخاری، محمد بن اسماعیل۔الجامع الصحیح، کتاب الأحکام، ح 893۔بیروت: دارالفکر، 1403ھ/1983ء۔
8. الطبری، محمد بن جریر۔تاریخ الطبری، جلد 3، ص 246، 372، 546؛ جلد 4، ص 213، 245، 352۔
9. القرضاوی، یوسف۔المال فی الاسلام۔لاہور: ادارہ اسلامیات، 2007ء۔
10. الصلابی، علی محمد۔سیدنا عثمان بن عفان: شخصیت اور کارنامے۔لاہور: مکتبہ دارالسلام، 2009ء۔
11. سیوطی، جلال الدین۔تاریخ الخلفاء، مترجم: مولانا عبدالاحد قادری۔لاہور: مکتبہ رحمانیہ۔
12. سیف اللہ خالد، ابو نعمان۔سیرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔لاہور: دارالاندلس، 2013ء۔
13. مسلم، مسلم بن حجاج۔الجامع الصحیح، کتاب المساقاۃ، ح 1552۔ریاض: دارالسلام، 1412ھ۔
14. محمد بن سعد۔الطبقات الکبریٰ، جلد سوم۔بیروت: دارالکتب العلمیہ۔
15. مولانا حاجی معین الدین ندوی۔خلفاء راشدین۔کراچی: مجلس نشریات اسلام۔
16. محمد حسین ہیکل۔حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، مترجم: پروفیسر حکیم مرزا اصفدر بیگ۔بک کارنر شوروم، 1337ھ۔

قرآنی آیات:

سورۃالبقرۃ 2:275 — وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔

سورۃالنساء 4:58 — إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔

سورۃالنحل 16:90 — إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ۔

سورۃالشوریٰ 42:38 — وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔

سورۃالحشر 59:7 — كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ۔

احادیث:

صحیح البخاری، کتاب الاحکام، ح 893 — كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، ح 1552 — ما من مسلم يزرع زرعًا أو يغرس غرسًا...۔

SCRR